بسم اللہ الرحمن الرحیم

Regd. S. No 1411

پوسٹ بکس نمبر ۷۳۹۷ کراچی ۳

رجسٹرڈ ایس نمبر ۱۴۱۱

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا خاص نمبر ۲

روزنامہ

# الفضل

فی پرچہ ۱

منگل

۳ جمادی الاول سنہ ۱۳۷۳ھ

ایڈیٹر: عبدالقادر بی۔ اے

جلد ۷ | ۲۶ صلح ۱۳۳۳ھ ش ۔ ۲۶ جنوری ۱۹۵۴ء | نمبر ۱۹


## سلسلہ احمدیہ کی خبریں

ربوہ ۲۱ جنوری (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے گلے میں تکلیف ہے اور کھانسی بھی بدستور ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

## حکومت مشرقی بنگال آئندہ صوبہ میں تشدد کے واقعات کا اعادہ نہ ہونے دیگی

### امن شکن عناصر اور پس پردہ رہ کر فساد کے تار چلانے والے قانون کی گرفت سے بچ نہیں سکیں گے

### باریسال کے حادثہ کے بعد حکومت مشرقی بنگال کا اعلان

ڈھاکہ ۲۵ جنوری۔ مشرقی بنگال کی حکومت نے خبردار کیا ہے کہ پچھلے دنوں باریسال میں جس تشدد پسندی کا مظاہرہ کیا گیا وہ انتہائی افسوسناک تھا۔ اور آئندہ اگر اس قسم کے واقعات رونما ہوئے تو حکومت انتہائی سختی سے کام لے گی۔ حکومت کے اعلان میں بتایا گیا ہے کہ بعض امن شکن عناصر ایسے ہیں۔ جو خود موقعہ واردات پر موجود نہیں ہوتے۔ بلکہ اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ فساد کراتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ وہ لوگ بچ نہیں سکتے۔ اگر ایسے لوگوں نے آئندہ اس قسم کی حرکات کا ارتکاب کیا۔ تو انہیں عبرتناک سزائیں دی جائیں گی۔

—ڈھاکہ ۲۵ جنوری۔ راج شاہی چٹاگانگ اور سلہٹ میں دق کے مزید تین مرکز قائم کئے جا رہے ہیں۔

## جو شخص میرے اقتدار کو تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے وہ اسلامی برادری سے خارج ہے

### سلطان مراکش مولائی محمد بن عرفہ کا بیان

رباط ۲۵ جنوری۔ فرانسیسیوں کے حامی سلطان مراکش مولائی محمد بن عرفہ نے ایک فرمان میں کہا ہے کہ اگر کوئی شخص میرے اقتدار کو تسلیم کرنے سے انکار کرے گا تو اسے اسلامی برادری سے خارج سمجھا جائے گا۔ انہوں نے یہ فرمان ریڈیو کے ذریعہ نشر کیا۔ یہ فرمان مراکش کے تمام ریڈیو سٹیشنوں سے نشر کیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں سلطان سیدی محمد بن یوسف کا قانونی طور پر جانشین ہوں۔ انہوں نے اہل مراکش کو ان شریر لوگوں کی شرارت کی طرف توجہ دلائی۔ جو دوسرے ملکوں میں آکر اپنی کوتاہ نظری کی وجہ سے ان کے خلاف کھلی بغاوت کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا میری جو مخالفت کی جا رہی ہے۔ اس کا نتیجہ وحشت انگیزی میں نکلے گا۔

دریائے ساایک فرانسیسی دستہ کا سابلانکا میں گشت لگا رہا ہے۔ فرانسیسی ہائی کمشنر کے دفتر سے ایک اعلان میں کہا گیا ہے۔ کہ چالیس ہزار فرانسیسی فوج اور کئی ہزار سپاہی بغاوت ہونے کی حالت میں آسانی سے صورت حال پر قابو پا سکتے ہیں۔ یہ فوج الجزائر کے بحری اڈہ میں جمع ہو گئے ہیں۔ ساحلی علاقہ پر انہوں نے گشت بھی شروع کر دیا ہے۔ ادھر عرب لیگ کے ہیڈ کوارٹر میں لیگ کے ایک ترجمان نے اعلان کیا ہے کہ سپین نے عرب ممالک کو بتایا ہے کہ وہ بہت جلد ہسپانوی مراکش کو حکومت خود اختیاری کی پیشکش کرے گا۔ عرب لیگ کی سیاسی کمیٹی نے جس کا جلسہ قاہرہ میں ہو رہا ہے۔ لیگ کے ممبر ملکوں کو ہدایت کی ہے۔ کہ وہ سلطان مراکش مولائی محمد بن عرفہ کو تسلیم کئے جانے کے متعلق سپین اور فرانس کے جھگڑے میں سپین کی حمایت کریں۔

## فوجی امداد کا مقصد دونوں ملکوں کے باہمی نظریاتی مفاد کو تقویت پہنچانا ہے

### ڈھاکہ میں وزیر اعظم پاکستان کا بیان

ڈھاکہ ۲۵ جنوری۔ وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی نے پھر اعلان کیا ہے کہ پاکستان کسی ملک کو اپنے اڈے نہیں دیگا۔ اور نہ ایک انچ زمین کسی دوسری طاقت کو استعمال کرنے دیگا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے لئے مجوزہ فوجی امداد سے امریکہ کا مقصد یہ ہے کہ دونوں ملکوں کے باہمی نظریاتی مفاد کو تقویت پہنچے۔ پاکستان اسلامی زندگی پر گامزن ہے اور امریکہ اپنے طرز زندگی پر جس طرح امریکہ نے غیر مشروط طور پر ہمیں گیہوں دیا۔ اسی طرح فوجی امداد بھی غیر مشروط ہوگی۔ مسٹر محمد علی نے پنڈت نہرو کی ایک حالیہ تقریر کا حوالہ دیا۔ جس میں انہوں نے کہا تھا کہ بھارت ان چند آزاد ملکوں میں سے ہے جو کسی کی تابعداری نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا کہ مسٹر نہرو ایسی آزادی سے پاکستان کو محروم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اپنی خواہشات کو اس پر ٹھونسنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ لیکن آزادی ہمیں اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ ہم کسی کے آگے اپنا سر نہیں جھکائیں گے۔ سرکٹ ہاؤس میں ایک پریس کانفرنس کے دوران میں بھی وزیر اعظم نے کہا کہ ایک خود مختار ملک کی حیثیت سے پاکستان آزاد ہے کہ جس ملک سے چاہے جس قسم کا معاہدہ کرے۔ انہوں نے پھر زور دیا کہ اگر کوئی ملک کسی ملک کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرے۔ تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اس دوسرے ملک سے مل گیا ہے۔ ہندوستان امریکہ سے اقتصادی امداد لے رہا ہے ۔۔۔۔۔ اقتصادی اور فوجی امداد میں کوئی فرق نہیں ہے۔ لیکن کیا اس کا یہ مطلب ہوگا کہ ہندوستان نے اپنی آزادی امریکہ کے ہاتھ فروخت کر دی۔

## جرمنی کو دوبارہ مسلح کرنا یورپ کے لئے خطرہ کا باعث ہوگا

لنڈن ۲۵ جنوری۔ برطانیہ کی سابق لیبر حکومت کے ایک وزیر مسٹر ہیرلڈ ولسن نے کہا ہے کہ امریکہ کا یہ اصرار کہ جرمنی کو دوبارہ مسلح کیا جائے مغربی طاقتوں کے لئے آخرکار سخت نقصان کا موجب ثابت ہوگا۔

## تیل کے مسئلہ کے متعلق مشورہ دینے کے لئے کمیٹی کی تشکیل

تہران ۲۵ جنوری۔ ایران میں تیل کے مسئلہ پر حکومت کو مشورہ دینے کے لئے ۵ ممبران پر مشتمل ایک کمیشن کی تشکیل کی گئی ہے۔ اس کمیٹی کے ممبران مندرجہ ذیل ہیں۔ وزیر خارجہ مسٹر عبداللہ انتظام وزیر خزانہ مسٹر علی امینی اقوام متحدہ میں ایران کے نمائندہ نصراللہ انتظام قومی معیشت کے وزیر مسٹر سید فخر الدین اور امریکہ کے ایک تاجر مسٹر محمد نمازی۔

## چار بڑی طاقتوں کے وزراء خارجہ کی کانفرنس آج شروع ہو رہی ہے

برلن ۲۵ جنوری۔ آج شام سے چار بڑی طاقتوں کے وزراء خارجہ کی کانفرنس شروع ہو رہی ہے۔ یہ اجلاس جرمنی کی اعلیٰ عدالت مرافعہ کی عمارت میں ہوگا۔ کل تینوں مغربی طاقتوں کے وزراء خارجہ کا آخری اجلاس ہوا۔ جس میں روس کے وزیر خارجہ سے بات چیت کرنے کے لئے ایک مشترکہ محاذ بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔ گو تینوں وزراء خارجہ میں کچھ اختلاف باقی ہے۔ لیکن روس کے متعلق تینوں مغربی طاقتیں متفق ہیں۔ آج کانفرنس شروع ہونے سے پہلے روس کے وزیر خارجہ مسٹر مولوٹوف اور امریکی وزیر خارجہ جان فاسٹر ڈلس کے درمیان ایک نجی ملاقات بھی ہوگی۔

—کراچی ۲۵ جنوری۔ برما کی حکومت نے ملک میں گائے کی نسل کو بہتر بنانے کے لئے ایک سو سندھی گائیں خریدی ہیں۔

## کشمیر میں رائے شماری ہماری مرضی اور ہماری شرطوں پر ہوگی

کلیان ۲۵ جنوری۔ آل انڈیا نیشنل کانگرس کے کھلے اجلاس میں کل وہ قرارداد پیش کی گئی۔ جس میں پاکستان کے لئے امریکی مجوزہ امداد پر نکتہ چینی کی گئی ہے۔ اس قرارداد کو خود مسٹر نہرو نے پیش کیا۔ جلسہ میں نو اور قراردادیں بھی پیش کی گئیں۔ جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے مقبوضہ کشمیر کے وزیر اعظم بخشی غلام محمد نے کہا کہ اگر کبھی کشمیر میں رائے شماری ہوئی تو وہ ہماری مرضی اور ہماری شرطوں پر ہوگی۔ پاکستان


عبدالقادر پرنٹر و پبلشر نے آرمی پریس میں طبع کرا کر دفتر الفضل میگزین لین کراچی سے شائع کیا

روزنامہ المصلح کراچی
مورخہ ۲۶ صلح ۱۳۳۲ھش

# لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم

کراچی میں پچھلے دنوں جو سائنس کانفرنس ہوئی ہے۔ اس میں ایک تقریر کے دوران میں جو "ارتقائے حیات اور جدید تفکر" کے موضوع پر تھی۔ دنیا کے مشہور و معروف سائنسدان جولین ہکسلے نے جو بائیولوجی (علم حیاتیات) کے بہترین ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ فرمایا ہے کہ

علم حیاتیات کے لحاظ سے انسان کی تشکیل مکمل ہے۔ نہ تو اب اس میں ترقی ہو سکتی ہے۔ اور اور نہ اسکی جگہ کوئی بہتر تشکیل لے سکتی ہے۔ انسان کی حیاتیاتی تشکیل میں مزید ارتقاء ناممکن ہے۔ مگر انسانی دل و دماغ میں کافی ارتقاء کی گنجائش ہے۔ انسان نے ثقافت میں بے انتہا ترقی کی ہے۔ اور اس لحاظ سے وہ بہت زیادہ اور تیز رفتاری سے ترقی کی منازل طے کر سکتا ہے۔

پروفیسر ہکسلے نے فرمایا کہ

انسان عالم کا ایجنٹ اور کارپرداز مہتمم ہے۔ خواہ وہ اسے پسند کرے یا نہ کرے۔

وہ یعنی انسان زندگی کی نہایت ترقی یافتہ اور اعلیٰ ترین تشکیل ہے۔

دوسری حیاتیاتی تشکیلات کے خلاف انسانی فرد نے نہایت اہم کام سرانجام دیا ہے۔ انسانی فرد تمام جنس کو متاثر کر سکتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ انسانی حیات کے ارتقاء کے عمل پر بھی اثر انداز ہو سکتا ہے۔"

آپ نے فرمایا کہ

"سوسائٹی کا اہم ترین فرض یہ ہے۔ کہ وہ بہتر انسان پیدا کرے۔ میں پیشگوئی کرتا ہوں کہ (الف) علم حیاتیات انسانی امکانات کی سائنس میں ترقی کرے گا۔ اور (ب) اس نئے نظریہ سے ایک نیا مذہب تشکیل پائے گا۔ مذہب آخر زندگی کا ایک نمونہ ہی تو ہے۔ اور یہ ہم سائنسدانوں کا خاص فرض ہے۔ کہ ایک نیا نمونہ حیات پیش کریں۔

مسٹر ہکسلے ایک سائنسدان ہیں۔ اور یہ بات ہر ایک جانتا ہے۔ کہ سائنس صرف ظاہری مادی دنیا کے حقائق کو معلوم کرنے یا سمجھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ علم حیاتیات میں مستند حیثیت رکھتے ہیں۔ اور ان پر یہ اعتماد کہ جو کچھ انہوں نے انسانی حیاتیاتی تکمیل کے متعلق فرمایا ہے اس کے لئے ان کے پاس نہایت مضبوط دلائل ہیں۔ جن کو وہ تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت کر سکتے ہیں۔ انہوں نے اپنی تمام زندگی ان حقائق کے سمجھنے میں گذاری ہے۔ اور محض خیالی گھوڑے نہیں دوڑائے۔ بلکہ سائنسی معملوں میں تجربات اور مشاہدات بھی کئے ہیں۔ اور نہ صرف انہوں نے خود کئی انکشافات کئے ہیں۔ بلکہ دوسرے سائنسدانوں کے کئی صدیوں کے تجربات اور مشاہدات سے بھی فائدہ اٹھایا ہے۔ اس لئے ان کی رائے صرف ان کے اپنے دماغ پر ہی انحصار نہیں رکھتی۔ بلکہ آج تک جتنے حقائق بہترین سائنسدان سائنس کی اس خاص شاخ کے متعلق دریافت کر چکے ہیں۔ وہ سب کچھ ان کی زیر نظر ہے۔ اور اتنے غور و خوض کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ انسان کی حیاتیاتی تشکیل مکمل ہے۔ اس میں مزید ترقی ناممکن ہے۔ انہوں نے یہ انسان کی صرف مادی تشکیل کے متعلق کہا ہے۔ انسانی دل و دماغ کے متعلق انکی رائے ہے کہ وہ ابھی بہت ترقی کر سکتا ہے۔

آج سے تقریباً چودہ سو سال پہلے عرب کے ریگزار میں ایک انسان پیدا ہوا۔ جس کا ماحول ایسا تھا۔ کہ جہاں کسی نے شاید سائنس کا نام بھی نہیں سنا تھا۔ چہ جائیکہ موجودہ سائنسی تجربات اور مشاہدات کی ان کو سوجھی لگی ہو۔ اس نے کہا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے وحی کے ذریعہ بتایا ہے کہ

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم

یعنی یقیناً ہم نے انسان کو بہترین ساخت میں پیدا کیا ہے۔

ثم رددنٰہ اسفل سافلین

پھر ہم نے اس کو پست ترین حالتوں میں لوٹا دیا۔

الا الذین اٰمنوا وعملوا الصالحٰت فلھم اجرٌ غیر ممنون

مگر سوا ان کے جو لوگ ایمان لائے۔ اور انہوں نے اچھے عمل کئے۔ ان کے لئے نہ کاٹا جانے والا یعنی بے انتہا اجر ہے۔

مسٹر ہکسلے نے اپنا فیصلہ ان حقائق کی بنا پر دیا ہے۔ جو تجربہ اور مشاہدہ کے ایک طویل سلسلہ کے بعد ثابت ہوئے ہیں۔ اس لئے آج کا انسان ان کے فیصلے کو حیاتیات میں ان کی ماہرانہ پوزیشن کی وجہ سے تسلیم کر لیتا ہے۔ مگر گیا یہ فیصلہ تقریباً وہی نہیں ہے۔ جو آج سے تقریباً چودہ سو سال پہلے جبکہ موجودہ سائنس کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے دیا تھا۔ اور یہ کہہ کر دیا تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے یہ حقیقت مجھے وحی سے بتائی ہے۔

اگرچہ مسٹر ہکسلے کا فیصلہ ویسا شاندار اور عظیم نہیں ہے۔ جس کو ہم ثابت کریں گے۔ جیسا کہ قرآن کریم نے دیا ہے۔ لیکن اگر قرآن کریم کے فیصلہ کو صرف اتنا ہی اہم سمجھ لیا جائے۔ جتنا کہ ہکسلے کا فیصلہ ہے۔ تو پھر کونسی چیز ہے۔ جو ہمیں اس امر پر ایمان لانے سے روکتی ہے۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا تھا۔ کیا یہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا بین ثبوت نہیں ہے۔ اور اس بات کا ثبوت نہیں ہے۔ کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

## درس کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

## کے متعلق ضروری ھدایت

نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے درس کے متعلق کہ جماعت ہائے احمدیہ اپنے ہاں علاوہ دوسرے درسوں کے اسے بھی جاری فرمائیں۔ اس مختصر نوٹ کے ذریعہ اس ہدایت کی تجدید کی جاتی ہے۔ یہ بات تجربہ میں آ چکی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ اور درس ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے۔ پس جماعتوں کو اس درس سے لاپرواہی نہیں کرنی چاہیئے۔ نظارت ہذا کے رپورٹ فارم میں ایک سوال درس کے متعلق بھی ہے۔ سیکرٹری صاحبان تعلیم و تربیت کو چاہیئے۔ کہ رپورٹ دیتے وقت اس درس کے متعلق بھی ضرور نوٹ دیا کریں۔ (ناظر تعلیم و تربیت)

### تبصرہ

## تعلق باللہ

زیر تبصرہ کتاب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی وہ لطیف اور پُر معارف تقریر ہے جو حضور نے ۲۸ دسمبر ۱۹۵۲ء کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر تعلق باللہ کے عنوان سے ارشاد فرمائی تھی۔ اور اب جسے صیغہ تالیف و تصنیف صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے دوبارہ طبع کروا کر افادۂ عام کے لئے شائع کیا ہے۔

انسانی پیدائش کی سب سے بڑی غرض ہی تعلق باللہ اور محبت الٰہی ہے۔ اس کی تشریح اور اس کے حصول کی کونسی راہیں ہیں۔ یہی وہ موضوع ہے۔ جس پر نہایت دلنشین انداز میں حضور پُر نور نے روشنی ڈالی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس تقریر میں جو اب کتابی شکل میں ۱۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ ابتداءً تعلق باللہ کا مفہوم۔ اسکی اہمیت۔ اس کے لئے استعمال ہونے والے مختلف الفاظ مثلاً عشق و رغبت اور محبت وغیرہ ان کی تشریح اور فلسفہ اور پھر محبت کے مختلف درجات اور اقسام بیان کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد قرآن مجید کی مختلف آیات سے استنباط کرتے ہوئے ان لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ جن کی مختلف بدیوں کی وجہ سے اللہ تعالےٰ ان سے محبت کا سلوک نہیں فرماتا۔ اور پھر ان موجبات اور ذرائع کو بیان فرمایا ہے۔ جن سے محبت الٰہی پیدا ہوتی اور ترقی کرتی ہے۔ اور انسان اپنی زندگی کے صحیح اور اصل مقصد کو پا لیتا ہے۔

اس لحاظ سے کہ انسانی نفس کی اصلاح اور قرب الٰہی کے حصول کے لئے اس مضمون سے واقف ہونا ہر انسان کے لئے ضروری ہے۔ اس پُر معارف کتاب کی اشاعت جتنی بھی کی جائے۔ اتنی ہی کم ہے۔ آج مادی دنیا کے رہنے والے سکون و امن کی تلاش میں ہیں۔ اور اپنے مضطرب قلوب کے ساتھ عافیت طلب کر رہے ہیں۔ جس کا واحد ذریعہ صرف اور صرف تعلق باللہ ہے۔ ہمارے دوست اگر اس خیال سے اس کتاب کو عام دوستوں میں تقسیم کریں۔ تو یقیناً نہ صرف وہ خود اللہ تعالیٰ کی محبت میں ترقی کریں۔ بلکہ بہت ممکن ہے۔ کہ کوئی اور پیاسی روح بھی محبت الٰہی کے چشمہ سے سیراب ہو کر اپنی زندگی کو گناہ کی موت سے محفوظ رکھ لے۔

کتاب کی لکھائی چھپائی مناسب ہے۔ بارہ آنے میں صیغہ تالیف و تصنیف ربوہ سے مل سکتی ہے۔

### دعائے مغفرت

برادرم خالد ہدایت صاحب کی اہلیہ رضیہ بیگم صاحبہ مورخہ ۲۱ رجنوری بروز جمعرات صبح ۶ بجے انتقال فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھا۔ اور مرحومہ موصیوں کے قبرستان میں دفن کی گئیں۔ مرحومہ جناب قاضی محمد رشید صاحب وکیل المال کی صاحبزادی اور نہایت نیک تہجد گذار اور دینی کاموں میں حصہ لینے والی خاتون تھیں۔ احباب دعا فرماویں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو بلند درجات عطا فرمائے۔ اور مرحومہ کی یادگار سوا سالہ بچہ کو اپنی خاص حفاظت میں رکھے۔ اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(خورشید احمد)

# ریل کے خوفناک حادثہ میں زخمی ہونے والوں کی تیمارداری اور فوت شدگان کے پسماندگان کے ساتھ عملی ہمدردی میں اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرو

## مومن میں ہمدردی خلائق کا جذبہ بدرجہ اتم ہوتا ہے۔ وہ دوسروں کے غم کو اپنا غم سمجھتا ہے اور اسے دور کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتا

### اللہ تعالےٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو اطلاع دیکر آنے والے حادثے سے پہلے ہی متنبہ فرما دیا تھا

### ریل کے حادثۂ فاجعہ کے متعلق چودھری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کا ایمان افروز خطبہ

کراچی ۲۲ جنوری۔ وزیر خارجہ پاکستان آنریبل چوہدری محمد ظفر اللہ خاں نے کل احمدیہ ہال میں خطبہ جمعہ ارشاد کرتے ہوئے احباب جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ ریل کے خوفناک حادثہ میں جو لوگ زخمی ہوئے ہیں ان کی مرہم پٹی اور تیمارداری اور جو لوگ فوت ہو گئے ہیں ان کے پسماندگان کے ساتھ علی ہمدردی کے سلسلہ میں وہ جو خدمات بھی بجا لا سکیں۔ اس میں اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ آپ نے اس حادثۂ فاجعہ کی دردانگیز و المناک تفصیلات بیان کرتے ہوئے فرمایا مومن جہاں خود مصائب سے نہیں گھبراتا وہاں اس میں ہمدردی خلائق کا جذبہ بھی بدرجہ اتم ہوتا ہے وہ دوسروں کے غم کو اپنا غم سمجھتا ہے اور اسکو دور کرنے میں اپنی طرف سے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتا۔ خطاب جاری رکھتے ہوئے آپ نے نہایت ایمان افروز پیرایہ میں اس امر کا بھی انکشاف فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے ایک رویا کے ذریعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کو آنے والے المناک حادثہ سے پہلے ہی اطلاع دے دی تھی۔ اور حضور نے آج سے قریباً تین ماہ قبل متنبہ فرماتے ہوئے صدقہ کی تحریک فرمائی تھی۔ آخر میں آپ نے اس امر کی طرف بھی توجہ دلائی کہ اس قسم کے نشانوں سے ہمیں یہ سبق سیکھنا چاہیئے کہ فی الواقعہ اس کائنات کا خالق و مالک وہی خدا ہے جس کی صفات قرآن کریم نے بیان فرمائی ہیں اور جن کا ظہور اس دنیا میں ہر آن جاری و ساری ہے۔ آپ نے فرمایا مومن کی یہی نشانی ہے کہ وہ رحمت کے نشانوں سے بھی اور تکلیف کے نشانوں سے بھی سبق حاصل کر کے اللہ تعالےٰ سے اپنے تعلق کو اور زیادہ استوار کرتا ہے

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

غالباً یہ اکتوبر ۱۹۵۳ء کے اواخر کی بات ہے کہ مجھے نیویارک میں (جہاں میں جنرل اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لئے گیا ہوا تھا) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک تار ملا جس میں مجھے یہ ہدایت کی گئی تھی کہ میں تار کے پہونچتے ہی صدقہ دیدوں۔ اور پھر جب سفر شروع کروں تو بھی اللہ تعالےٰ کی راہ میں صدقہ ادا کروں۔ اس ہدایت کی میں نے فوراً تعمیل کردی۔ علاوہ ازیں سفر پر روانہ ہونے سے قبل چوہدری عبد اللہ خان صاحب کو کراچی لکھا کہ وہ ۹ دسمبر ۱۹۵۳ء کو ایک جانور میری طرف سے بطور صدقہ ذبح کروا دیں۔ اور اسی طرح ۲۸ دسمبر کو بھی۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس سفر میں میری بچی بھی میرے ساتھ تھی۔ جب ہم امریکہ سے واپس کراچی پہونچے، تو اس نے اپنی والدہ سے حضرت صاحب کے برقی پیغام کا ذکر کیا۔ اس پر اس کی والدہ نے بتایا کہ وہ خود بھی اس عرصہ میں ۶۱ جانور بطور صدقہ ذبح کرا چکی ہیں:

### حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کا رویا

ابھی میں نیویارک ہی میں تھا کہ تار کے چند روز بعد مجھے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک والا نامہ ملا جس میں حضور نے اپنا ایک رویا بیان فرمایا تھا اور اس رویا کی بناء پر حضور نے مجھے تار دیا تھا رویا کے جو حصے مجھے یاد ہیں۔ وہ میں اپنے الفاظ میں بیان کر دیتا ہوں حضور نے لکھا میں نے خواب میں دیکھا کہ تمہاری طرف سے کوئی خط آیا ہے جس میں کسی ایسے حادثے کا ذکر ہے کہ جس کی زد میں تم خود بھی آ گئے ہو۔ میں سوچتا ہوں کہ انہی کے ساتھ یہ حادثہ پیش آیا ہے۔ اور پھر خود ہی یہ خط بھی لکھ رہے ہیں۔ وہاں مرزا بشیر احمد صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ میں ان سے بھی تمہارے خط کا ذکر کرتا ہوں۔ الخ خط میں سے وہ حصہ نکالتا ہوں جس میں حادثے کا ذکر ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ خط میں کئی اور کاغذ ہیں۔ جن میں بعض اور باتیں بیان کی گئی ہیں۔ مرزا بشیر احمد صاحب کہتے ہیں۔ تعجب ہے چوہدری صاحب نے اصل بات تو لکھی نہیں کچھ اور ہی باتیں لکھی ہیں۔ آخر وہ کاغذ بھی مل گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ حادثہ ہوائی جہاز کو پیش آیا ہے۔ تم اس میں سوار ہو۔ اور وہ تیزی سے نیچے کی طرف چلا آ رہا ہے۔ جب ہوائی جہاز بہت نیچے آ جاتا ہے تو کچھ جزیرے سے نظر آتے ہیں۔ اور جہاز ان میں سے ایک جزیرے میں جا گرتا ہے۔

میرے ذہن میں یہ آتا ہے کہ سفر مشرق سے مغرب کی طرف ہے اور کسی شخص غلام محمد نامی کا بھی ذکر آتا ہے اس سے مجھے خیال ہوا کہ ممکن ہے گورنر جنرل صاحب کا بھی کوئی تعلق ہو۔ کیونکہ وہ بھی سفر پر جانے والے ہیں۔ میں نے ان کی خدمت میں تار دیا ہے کہ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ان کا سفر خیریت سے گزار دے۔

### مشرق سے مغرب کی طرف

خطاب جاری رکھتے ہوئے مکرم چوہدری صاحب موصوف نے فرمایا کہ حضور کو تفہیم ہوئی تھی کہ سفر مشرق سے مغرب کی طرف ہے لیکن میرا امریکہ سے اپنی کا سفر مغرب سے مشرق کی طرف تھا۔ البتہ ۲۹ دسمبر کو مجھے تہران سے واپس دمشق جانا تھا۔ اور میرے سفر کا یہی ایک حصہ ایسا تھا جو مشرق سے مغرب کی جانب تھا اس لئے میں نے چوہدری عبد اللہ خان صاحب کو لکھا تھا کہ ایک جانور ۲۸ دسمبر کو بھی ذبح کروا دیں:

### خواب پورا ہو گیا

اب دیکھو ریل کے اس خوفناک حادثے میں جو کل (یعنی ۲۱ جنوری ۵۴ء کو) پیش آیا ہے وہ سب باتیں پوری ہو گئی ہیں۔ جو خواب میں حضور پر منکشف کی گئی تھیں۔ مجھے کل بھی اس کا خیال تھا کہ حضور کے خواب میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ تھا۔ لیکن آج صبح جب میں اس حادثے کی تفصیلات اخبار ڈان میں پڑھ رہا تھا۔ تو ایک بات میری نگاہ میں ایسی آئی۔ کہ جس سے فوراً میری توجہ حضور کے خواب کی طرف کھنچی گئی۔ وہ یہ ہے کہ پاکستان میل کے ڈرائیور کا نام جو حیرت انگیز طور پر زندہ بچ رہا ہے غلام محمد ہے۔ حضور نے دیکھا تھا کہ یہ سفر مشرق سے مغرب کی طرف ہے چنانچہ لاہور سے کراچی کی جانب سفر عموماً مشرق سے مغرب ہی کی طرف تھا۔ لیکن جہاں حادثہ پیش آیا وہاں سفر عین مشرق سے مغرب ہی کی طرف تھا۔ پھر حضور کو خواب میں جزیرے دکھائے گئے تھے۔ سو یہ حادثہ جس مقام پر ہوا۔ وہ پکی سڑک سے دس گیارہ میل دور تھا۔ کسی سمت سے کوئی سڑک اس تک نہ آتی تھی۔ اور وہ جزیرے ہی کی طرح باقی آبادیوں سے کٹا ہوا تھا۔ پھر آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ خواب میں کسی شخص غلام محمد کا تعلق معلوم ہوتا ہے۔ سو غلام محمد نامی شخص کے انجن ڈرائیور ہونے سے وہ بات بھی پوری ہو گئی اور وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچ بھی گیا۔ اب کون کہہ سکتا ہے کہ یہ محض خیالی یا بناوٹی بات ہے۔ جزوی تفصیلات کو چھوڑ کر اس خواب میں تین بڑی بڑی باتیں تھیں۔ اور وہ تینوں ہی پوری ہو گئیں:۔

(۱) کوئی خوفناک حادثہ پیش آنے والا ہے جس کی زد میں آنے کے باوجود میں محفوظ رہونگا کیونکہ حضور کے خواب کے مطابق وہ خود مجھے پیش آیا ہے۔ اور بعد میں خود ہی اس کی اطلاع خط کے ذریعہ حضور کو دے رہا ہوں

(۲) وہ سفر مشرق سے مغرب کی طرف ہوگا۔ چنانچہ فی الواقعہ یہ سفر مشرق سے مغرب کی طرف ہی تھا۔

(۳) کسی شخص غلام محمد کا اس سے تعلق ہوگا۔ سو یہ غلام محمد پاکستان میل کا ڈرائیور ہی تھا۔ جو بفضلہ زندہ بچ گیا۔

### زندہ مذہب

چوہدری صاحب موصوف نے فرمایا جیسا کہ میں پہلے بھی کئی بار بیان کر چکا ہوں اسلام کی صداقت

کا ایک بیّن ثبوت ہے کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے۔ اس میں رؤیا و کشوف کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی طرف سے براہ راست ہدایت اور راہ نمائی کا سلسلہ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کا طریق بدستور جاری ہے۔

## امداد کی اپیل

حادثہ ریل کی تفصیلات بیان کرنے کے بعد محترم چوہدری صاحب نے احباب جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ اس خوفناک حادثے میں جو لوگ زخمی ہوئے ہیں۔ ان کو ہر طرح کا آرام پہنچانے اور ضروری قسم کی امداد دینے کے سلسلے میں وہ جو خدمات بھی بجا لا سکتے ہیں۔ اس میں اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں اور جو فوت ہو گئے ہیں ان کے پسماندگان کے ساتھ ہمدردی کا ثبوت دیں۔ آپ نے فرمایا مومن جہاں خود مصائب سے گھبراتا نہیں۔ وہاں اس میں ہمدردی خلائق کا جذبہ بھی بدرجہ اتم ہوتا ہے وہ دوسرے بھائیوں کے غم کو اپنا ہی غم سمجھتا ہے۔ اور اسے دور کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتا۔ چنانچہ ہمارے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اس اعتبار سے بھی دنیا کے محسن اعظم تھے کہ دوسروں کی مصیبت پر آپ کا دل بے چین ہو جاتا تھا۔ اور آپ کوشش فرماتے تھے کہ وہ اس مصیبت سے جلد نجات پا جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی اور حضورؐ ان ذمہ واریوں کے تصور سے جو اللہ تعالیٰ نے حضورؐ پر ڈالنے والا تھا متفکر ہوئے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلعم کو یہ تسلی دیتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز ضائع نہیں کریگا۔ حضورؐ کی جن خوبیوں کا ذکر فرمایا ان میں ہمدردیٔ خلائق کی صفت خاص طور پر نمایاں تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ تو آسمانی مصائب میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ اور ان کے غموں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ دراصل جب بھی کسی پر کوئی مشکل آتی ہے۔ تو مومن کو اس پر قلق ہوتا ہے۔ اور وہ مداوے کی صورت ڈھونڈ نکالنے کی فکر میں لگ جاتا ہے۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قوم لوط کے عذاب کی خبر دی۔ تو آپ بہت فکر مند ہوئے اور آپ نے اللہ تعالیٰ سے تکرار شروع کر دی۔ اور آخر نہایت دردمندی کے ساتھ عرض کی کہ اے اللہ اگر اس قوم میں دس نیک بندے بھی موجود ہوئے تو کیا تو اس عذاب کو ٹال دیگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے کس قدر نرم اور حلیم طبع ہوتے ہیں۔ پس ہمارے دوستوں کو با اعتبار ذرائع سے معلوم کرنا چاہیئے کہ زخمی لوگ کہاں کہاں ہیں اور کتنی کتنی تعداد میں ہیں۔ اور وہ ان کی کیا امداد کر سکتے ہیں۔ اس موقعہ پر خصوصیت سے ڈاکٹر صاحبان اپنی خدمات پیش کر سکتے

ہیں۔ اور دوائیں وغیرہ یا اسی قسم کی دوسری اشیاء بہم پہنچانے میں بہت ممد ثابت ہو سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ دراصل اللہ تعالیٰ کے ہر فعل میں کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی ہے۔ خواہ نشان رحمت کا ہو یا مصیبت کا وہ حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ ضروری نہیں۔ کہ انسان کو جو تکلیف بھی پہنچے وہ اس کے کسی نہ کسی فعل کا براہ راست نتیجہ ہو۔ ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ انسان کو اپنے کسی فعل کے نتیجے میں تکلیف پہنچے۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ وہ بعض ایسے ہمہ گیر مصائب کا شکار ہو جاتا ہے۔ کہ جو اس کے ذاتی افعال کا نتیجہ نہیں ہوتے لیکن ہمیں ایسے نشانوں سے سبق حاصل کرتے ہوئے خدا سے اپنا تعلق بڑھانا چاہیئے۔ اور ہمدردیٔ خلائق کی ایک ایسی مثال قائم کرنی چاہیئے۔ کہ جو دوسروں کے لئے نمونہ کا کام دے سکے۔

خطبہ کے آخر میں آپ نے فرمایا۔ اس قسم کے نشانوں سے ایک چیز جو مبرہن ہو کر ہمارے سامنے آتی ہے۔ یہ ہے۔ کہ فی الواقعہ اس کائنات کا خالق و مالک وہی خدا ہے۔ جس کی صفات قرآن کریم نے بیان فرمائی ہیں۔ اور جن کا ظہور اس دنیا میں ہر آن جاری و ساری ہے۔ ان صفات کے ظہور کے وقت مومن رحمت کے نشانوں سے بھی اور تکلیف کے نشانوں سے بھی سبق حاصل کر کے اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کو اور زیادہ استوار کرتا ہے۔

(مرتبہ مسعود احمد)

---

# معیاری اسلامی حکومت کیونکر قائم ہو سکتی ہے؟

(از مکرم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ ربوہ)

كَمَا تَكُونُونَ كَذٰلِكَ يُؤَمَّرُ عَلَيْكُمْ (الحدیث)

جیسے تم ہوگے ویسے تمہارے حاکم بنائے جائینگے

حکومت کے بارے میں مندرجہ ذیل اصولی ہدایات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ بالا قول میں سموئی ہوئی ہیں۔ جو اس بارے میں درحقیقت جوامع الکلم کی شان رکھتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا تھا اوتیت جوامع الکلم مجھے ایسی باتیں دی گئی ہیں جو اپنے اندر جامعیت رکھتی ہیں۔ یعنی ایک ایک فقرہ آپؐ کے کلام کا حقائق کا خزانہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ زیر عنوان فقرہ حکومت کے بارے میں اصولی حقائق پر شامل ہے۔ اور مندرجہ ذیل اصول اس میں بیان ہیں:۔

**اوّل**:۔ یہ کہ حکومت کے قیام کا منبع و مصدر دراصل افراد امت ہیں۔ اگر افراد امت اچھے ہوں گے۔ تو ان میں سے قائم کردہ حاکم بھی اچھے ہوں گے اور اگر افراد برے ہونگے تو پھر ان کے حاکم بھی بُرے ہوں گے۔ افراد کی اچھی یا بُری تربیت پر انحصار ہے۔ اچھی اور بری حکومت کا۔

اس سے پایا جاتا ہے کہ حکومت کے اولین فرائض میں سے ہے کہ اگر وہ اپنے لئے استواری، مضبوطی اور دوام چاہتی ہے۔ تو تعلیم و تربیت کے ذریعہ سے رعایا میں اچھے اخلاق پیدا کرے تا ان میں سے جو حاکم بنیں وہ بھی اچھے ہوں۔ کما تکون کذالک یؤمر علیکم۔ کیونکہ رعیت کے افراد جیسے ہوں گے۔ ویسے ہی ان کے حاکم ہونگے

**دوم**:۔ کسی قوم میں کوئی ظالم اور استبدادی حکومت قائم نہیں ہو سکتی۔ یا اگر قائم ہو جائے تو ایسی حکومت کو کبھی دوام اور ہمیشگی حاصل نہیں ہو سکتی جبکہ افراد کے اندر آزادی کی روح ہو وہ ظلم و استبداد سے نفرت کرنیوالے ہوں۔ فسق و فجور کو اپنے اندر برداشت کرنیوالے نہ ہوں۔ ظلم و استبداد کی حکومت صرف اسی وقت تک قائم رہ سکتی ہے۔ جب قوم کے افراد کی اکثریت، ظالم، فاسق اور فاجر ہو۔ حاکم مرتشی (رشوت لینے والا) اسی وقت ہوگا۔ جب رعیت رشوت دے کر دوسروں کے حق مارنے کے لئے خواہش کرتی ہے۔ اگر وہ رشوت سے نفرت کرنے والے افراد ہوں تو حاکم کی کیا جرأت ہے کہ وہ رشوت لینے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھا سکے۔ ظلم و استبداد پر حکومت اسی وقت قائم ہو گی جب افراد کی اپنی ذہنیت غلامانہ اور ظالمانہ ہو کما تکونون کذالك یؤمر علیکم جیسے تم ہوگے ویسے تمہارے حاکم بنائے جائینگے

آزاد اور اعلیٰ اخلاق سے پروردہ قوم کے حاکم بھی آزاد، انصاف پسند اور نیک اخلاق کے مالک ہوں گے۔

اس سے پایا جاتا ہے۔ کہ حکومت کی صورت و تشکل ایسی ہے کہ ظلم و استبداد اور فسق و فجور کا اس میں رواج ہے۔ تو افراد بجائے اس کے کہ حاکموں کے خلاف بغاوت کا علم بلند کریں۔ پہلے اپنے اخلاق کی اصلاح کریں۔ اس سے خود بخود حکومت و حکام کی صورت و تشکل اصلاح پذیر ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ان اللہ لا یغیّر ما بقوم حتی یغیّروا ما بانفسھم۔

اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا تا وقتیکہ وہ اپنی حالت کو نہ بدلے قوم جب اچھے یا برے رنگ میں بدلتی ہے۔ تو حاکم بھی اسی طرح بدلتے ہیں۔

**سوم**:۔ زیر عنوان فقرہ سے یہ بھی پایا جاتا ہے، کہ حکومت اصل نہیں بلکہ ظل یعنی عکس ہے اور اسے ثانوی (دوسرے درجہ کی) حیثیت حاصل ہے۔ حاکم تابع ہے اور امت متبوع ہے۔ اصل مسئول و جوابدہ اور ذمہ دار خود قوم کو گردانا گیا ہے۔ اور یہ کہ امت کا پہلا حق اور فرض ہے کہ وہ اپنے حاکم اپنی سلامتی اور بہبودی کی خاطر منتخب کرے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مذکورہ بالا کے ماتحت حکومت اسلامیہ شوریٰ کی صورت و تشکل رکھتی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید بھی اس بارے میں صراحت فرماتا ہے:۔

امرھم شوریٰ بینھم یعنی مسلمانوں کے امور سلطنت باہمی مشورہ سے طے پاتے ہیں

**چہارم**:۔ کما تکونون کذالك یؤمر علیکم کی سنہری ہدایت سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ جو حکومت افراد کے اپنے فساد اخلاق یا انتخاب کے وقت ان کی اپنی غفلت سہل انگاری یا اپنے حقوق سے ان کی جہالت کی وجہ سے قائم ہوتی ہے۔ اور پھر اس ناقص حکومت کے قائم ہونے کی وجہ سے افراد کو اس کے بد نتائج سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ تو انہیں اپنے کردار کی سزا لامحالہ بھگتنی پڑے گی۔ اس کی شکایت اور اس پر واویلا عبث ہے۔ جو کسان اپنے کھیت میں جَو بوئے گا وہ جَو کاٹے گا۔ اپنے کئے کا نتیجہ وہ ضرور دیکھیگا۔ کما تکونون کذالك یؤمر علیکم اگر مشورہ و انتخاب کے وقت حرص و لالچ، تعصب، بغض

اور جذبہ دلداری جیسے محرکات افراد میں کارفرما ہوں گے اور وہ صلاحیت و اہلیت کو بوقت انتخاب پس پشت ڈالنے والے ہوں گے۔ اور خدا تعالیٰ کے اس صریح حکم کو نظر انداز کرینگے ان تؤدّوا الامٰنٰت الی اھلھا کہ جو لوگ امور سلطنت کی امانتوں کو سنبھالنے کی قابلیت رکھتے ہیں انہیں وہ امانتیں سپرد کرنی چاہئیں۔

اگر اس واضح حکم باری تعالیٰ کی نافرمانی کی جائے گی۔ تو پھر اس قوم کو اس نافرمانی کے بد انجام کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ اسے اس کا گلہ کیوں کہ حاکم رشوت لینے والے ہیں۔ ناانصاف، ظالم اور فاسق و فاجر ہیں۔ انتخاب کرنے والے افراد جب خود ہوا و ہوس میں اندھے ہیں۔ تو ضرور ہے کہ اندھوں کی طرح ٹھوکریں کھائیں اور گڑھے میں گریں۔ کما تکونون کذالك یؤمر علیکم کیا پُرحکمت کلام ہے جو سیاست کا ایک مکمل ضابطہ چند الفاظ میں بیان کرتا ہے تا امت میں سے حاکم و محکوم دونوں اسے اپنے لئے مشعل ہدایت بنائیں۔ (بشکریہ الفرقان)

## احباب تحریک جدید کے وعدے جلد از جلد بھجوا دیں

تمام احباب کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو ایمان و اخلاص کے بڑھانے والی تقریر ۲۷ دسمبر ۱۹۵۳ء کے جلسہ سالانہ میں تحریک جدید کے بارہ میں فرمائی۔ اس کا مفہوم "وکیل المال تحریک جدید" تمام جماعتوں اور احباب کو اس لئے ارسال کر رہا ہے۔ کہ ہر ایک احمدی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں دورِ ثانی کے سال اول اور دفتر دوم کے سال دہم میں وعدے حضور کے پیش کرے۔ احباب کرام کو یاد رہنا چاہیئے۔ کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اب تحریک جدید کا لائحہ عمل یہ فرمایا ہے کہ

عام حالات میں ہر ایک احمدی جو دفتر اول کا ہے۔ یا دفتر دوم کا۔ وہ اپنی ایک ماہ کی آمد کا نصف حصہ تحریک جدید کا وعدہ کر کے ادا کرے۔ پس دفتر اول اور دفتر دوم کے وہ مجاہد جو اپنی ایک ماہ کی آمد کے نصف حصہ سے کم قربانی کر رہے ہیں۔ وہ اس سال میں قربانی کی اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ یا جس قدر وہ زیادہ اس سال وعدہ کریں۔ یا آئندہ سال میں یا اس کے بعد والے سال میں وہ اس معیار پر آجائیں۔

دفتر اول کے ان سابقون الاولون کے لئے جو دو دو تین تین۔ چار چار۔ پانچ پانچ یا چھ چھ ماہ کا چندہ گذشتہ سالوں میں دیتے رہے ہیں۔ وہ اپنا معیارِ قربانی گرا دیں۔ یعنی جو قربانی انہوں نے سال ۱۹۵۳ء میں دی تھی۔ اس میں سے دس فی صدی کمی کر لیں۔ ایسے دوست اس طرح ہر سال دس فی صدی کمی کرتے جائیں۔ حتیٰ کہ ان کی قربانی کا معیار ان کی ایک ماہ کی آمد کے برابر آجائے۔ یہ حضور نے اس لئے فرمایا۔ کہ اگر یک دم کمی کی گئی۔ تو تحریک جدید کی تبلیغِ اسلام کو سخت نقصان ہوگا۔

پس وعدہ لینے والے احباب اپنے دوستوں سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس سکیم کو ذہن نشین کر کے فوری طور پر وعدہ لیں۔ اور اس کی فہرست دفتر اول کی الگ۔ دفتر دوم کی الگ الگ بنا کر ارسال فرماویں۔ نیز ہر ایک دوست کی جس کا وعدہ دیا جا رہا ہے۔ اس کی ماہوار آمد بھی لکھی جائے۔ تا اس کو معلوم رہے۔ کہ وہ کس معیار کے مطابق راہِ خدا میں قربانی کر رہا ہے۔ (وکیل المال تحریک جدید)

## کنگ جارج پاکستان ملٹری کالج سرائے عالمگیر

اس کالج میں J.C.O. اور N.C.O. یا دیگر ماتحت فوجیوں کے بیٹے لئے جاتے ہیں۔ جبکہ والد کم از کم دو سال کی ملازمت کر چکا ہو۔ یا جنگ میں مارا گیا ہو۔ یا ناکارہ قرار پایا ہو۔ داخلے کے وقت لڑکا ۹ تا ۱۲ سال کی عمر کا ہونا چاہیئے۔ جب بچہ ۹ سال کا ہو جائے۔ تو درخواست بلا توقف بھیج دینی چاہیئے۔ کم از کم یہ ضرور ہونا چاہیئے۔ کہ جس سال داخل کرانا مقصود ہے۔ اس سال جنوری میں درخواست دے دی جاوے۔ یہ درخواست اس کمان افسر کی معرفت ہونی چاہیئے۔ جس کے یونٹ میں والد نے کام کیا یا کر رہا ہے۔ فیس دو روپے ماہوار۔ رہائش و خوراک مفت۔ یتیم بچوں کے لئے کوئی بھی خرچ نہیں۔ پاکستانی رنگیس جن کو ۵۰٪ یا زیادہ پنشن حاصل ہو۔ ان کے لڑکوں کے لئے کوئی خرچ نہیں۔ بشرطیکہ پنشن -/۳۰ روپے ماہوار سے زائد نہ ہو۔

(ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

## دعائے مغفرت

والد محترم مکرم حکیم محمد فیروز الدین صاحب قریشی ریٹائرڈ انسپکٹر بیت المال ۳ اور ۴ جنوری کی درمیانی شب کو وفات پا گئے ہیں۔ مرحوم ایک لمبے عرصہ سے صاحب فراش تھے ان کو بہ سر دست قلعہ صوبا سنگھ ضلع سیالکوٹ میں امانتاً سپرد خاک کر دیا گیا ہے۔ احباب کرام ان کے درجات کی بلندی کے لئے دعا فرمائیں۔ (خاکسار محمد احمد حامی ایم۔ایس۔سی واقف زندگی فضل عمر ریسرچ انسٹیٹیوٹ ربوہ)

## خریداران مصباح سے

اگر کسی خریدار کو کسی ماہ مصباح نہ ملے۔ تو مہربانی فرما کر وہ اپنے مکمل پتہ سے دفتر مصباح میں بہت جلد اطلاع بھجوا دیا کریں۔ اس طرح انہیں رسالہ دوبارہ بھجوایا جا سکے گا۔ اور رسالہ کے باقاعدہ پہنچنے کے متعلق بھی محکمانہ کارروائی کی جا سکے گی۔ (امۃ اللہ خورشید مدیرہ مصباح ربوہ)

## درخواست ہائے دعا

(۱) میری پھوپھی محترمہ بیگم صاحبہ چودھری احمد مختار صاحب کراچی کا کلی امریکن ہسپتال میں گردہ کا اپریشن ہوا ہے اپریشن کامیاب رہا ہے۔ احباب سے ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار آفتاب احمد کاہلوں کراچی۔

(۲) میرا بڑا بھائی اور ایک چھوٹی بہن گلے کی بیماری (ٹونسل) کی وجہ سے سخت بیمار ہیں۔ گلے کو آرام آجانے کے بعد بیماری نے زور ٹانگوں پر پکڑ لیا۔ احباب سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔ غلام معین الدین مسلم ٹاؤن کرم آباد

## معمولی اور غیر معمولی ضرورت کے لئے روپیہ محفوظ کرنے کا طریق

صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے احباب جماعت کے اس روپیہ کے لئے جسے وہ اپنی آئندہ ضروریات کے لئے پس انداز کرنا چاہیں۔ مندرجہ ذیل ذرائع اختیار کئے ہوئے ہیں۔

(۱) دفتر محاسب میں ایک صیغہ امانت قائم ہے۔ اس صیغہ میں جب کوئی چاہے۔ اپنا روپیہ رکھوا سکتا ہے۔ اور جب چاہے۔ نکلوا سکتا ہے۔ اور اگر روپیہ نکلوانے والا ربوہ سے باہر ہو۔ تو اس کے طلب کرنے پر صیغہ اپنے خرچ پر بذریعہ بیمہ یا منی آرڈر امانت دار کو اس کا روپیہ بھجوا دے گا۔

(۲) مذکورہ صیغہ میں ایک مد "غیر تابع مرضی" قائم ہے۔ اس مد میں روپیہ رکھوانے والے فرد کو روپیہ برآمد کروانے کے لئے ایک ماہ کا نوٹس دینا ضروری ہے۔ اس کا یہ قاعدہ ہے۔ کہ وہ اپنی معمولی ضرورت پر آسانی سے اور یک دم روپیہ نہ نکلوا سکیں۔ بلکہ خاص ضرورت پر ہی خرچ کرنے کے لئے برآمد کرائیں۔ نیز اس طرح رکھوائے ہوئے روپیہ پر کوئی زکوٰۃ بھی نہیں لگتی۔ کیونکہ ضرورت کے وقت صدر انجمن بھی اس روپیہ کو استعمال کر سکتی ہے۔ اس رقم کے امانت دار کو بھجوانے کا خرچ بھی صدر انجمن ادا کرتی ہے۔

ہر دو رقم کی امانتوں میں روپیہ جمع کرانے سے علاوہ ہر طرح کی حفاظت کے احباب کے لئے یہ ایک ثواب حاصل کرنے کا بھی ذریعہ ہے۔ کیونکہ اس سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کو بالواسطہ فائدہ پہنچتا ہے۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

## احباب ریویو آف ریلیجنز کی خریداری کی طرف توجہ فرمائیں

جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت اولیٰ کا تعلق تکمیل شریعت کے ساتھ تھا اسی طرح آپ کی بعثت ثانیہ کا تعلق جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود باجود میں ہوئی تکمیل اشاعت کے ساتھ ہے۔ چنانچہ اشاعت دین کے اس پروگرام کو مکمل کرنے کے لئے جس کا ذکر حضور علیہ السلام نے تفصیلاً رسالہ "فتح اسلام" میں فرمایا ہے۔ حضور نے رسالہ ریویو آف ریلیجنز انگریزی اور اردو زبان میں جاری فرمایا۔ یہ رسالہ ۱۹۰۲ء میں جاری ہوا۔ اور تقسیم ملک کے قیامت خیز ہنگامہ تک جاری رہا۔ اب پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی والمصلح الموعود اطال اللہ بقاءہ واطلع شموس طالعہ کی خاص توجہ سے تقریباً چار سال کی تعویق کے بعد یہ رسالہ انگریزی میں جاری کیا گیا ہے۔ اس رسالہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اگر خدا نخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت سے بند ہو گیا۔ تو یہ واقعہ سلسلہ کے لئے ایک ماتم ہوگا۔۔۔۔ وہ وقت آتا ہے۔ کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس راہ میں خرچ کریں۔ تو اس وقت کے پیسہ کے برابر نہیں ہوگا۔۔۔۔"

پھر حضور فرماتے ہیں:

"اگر اس رسالہ کی اشاعت کے لئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اردو یا انگریزی کا پیدا ہو جائے۔ تو یہ رسالہ خاطر خواہ چل نکلے گا۔ اور میری دانست میں اگر بیعت کرنے والے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں۔ تو اس قدر تعداد کچھ بہت نہیں۔ بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے" "سو اے جماعت کے سچے مخلصو! خدا تمہارے ساتھ ہو۔ تو اس کام کے لئے ہمت کرو۔ خدا تعالیٰ آپ تمہارے دلوں میں القا کرے۔ کہ یہی وقت ہمت کا ہے۔ اب اس سے زیادہ کیا لکھوں۔ خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو توفیق دیوے۔ آمین ثم آمین" (ضمیمہ ریویو آف ریلیجنز ستمبر ۱۹۰۳ء)

اس رسالہ کی اشاعت کے لئے حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دردبھری اپیل پر نصف صدی گذر چکی ہے۔ لیکن افسوس کہ آنحضور کی اس خواہش کو ہم پچاس سال کے طویل عرصہ میں بھی پورا نہیں کر سکے حضور علیہ السلام نے آج سے پچاس سال قبل جماعت کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ فرمایا تھا۔ کہ ریویو کی اشاعت کو دس ہزار تک پہنچانا کچھ بھی مشکل نہیں۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ آج جبکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی تعداد میں اس وقت کی نسبت کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے۔ جماعت کی ذمہ داری اس رسالے کے بارے میں کس قدر بڑھ چکی ہے۔

اس لئے احباب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشائے مبارک کو پورا کرتے ہوئے اپنا دست اعانت بڑھائیں۔ اور (۱) خود اسکی خریداری قبول فرمائیں۔ (۲) غیر احمدی اور غیر مسلم دوستوں میں اس کے خریدار پیدا کرنے کی سعی فرمائیں۔ (۳) دنیا کے مختلف ملکوں کی لائبریریوں اور سوسائٹیوں اور دنیا کی بڑی بڑی مذہبی شخصیتوں خاص طور پر مستشرقین یورپ و امریکہ کو رسالہ مفت بھجوانے کے لئے زیادہ سے زیادہ امداد فرمائیں۔ (۴) احباب رسالے باہر بھجوانے کے لئے عطیہ جات ارسال فرمائیں۔ کیونکہ اگر مخلصین نے اس کی خریداری کو قبول نہ کیا۔ اور اس کی اعانت نہ فرمائی۔ تو پھر وہ کون لوگ ہوں گے۔ جو اس کام کے لئے آگے بڑھیں گے۔ اور عدم توجہی کے باعث اگر یہ رسالہ خدا نخواستہ بند ہو گیا۔ تو اس کا ذمہ دار کون ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس علمی یادگار کو قائم رکھنے کے لئے احباب مندرجہ بالا باتوں کو پیش نظر رکھ کر فوری توجہ فرمائیں۔ اندرون ملک کے لئے رسالہ کی سالانہ قیمت دس روپے ہے۔ اور باہر

# اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ احمدیوں کے خلاف تحریک کا آغاز کرنے والے اور اسے پھیلانے والے احرار ہی تھے

## وہ اپنے سیاسی احیاء کے لئے عوام کے مذہبی جذبات سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتے تھے

### فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں پنجاب کے ہوم سیکرٹری مسٹر غیاث الدین احمد کا بیان!

حکومت پنجاب کے ہوم سیکرٹری مسٹر غیاث الدین احمد نے ۷ جنوری ۱۹۵۴ء کو فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں بیان دیتے ہوئے اعلان کیا۔ کہ اس میں شبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ اینٹی احمدیہ تحریک کے بانی اور فروغ دینے والے احرار ہی تھے۔ انہوں نے عدالت کو بتایا کہ احرار اس سیاسی پروگرام کو لوگوں کے مذہبی جذبات سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی خاطر بروئے کار لا رہے تھے۔ اور اس طرح وہ سیاست کے میدان میں اپنی کھوئی ہوئی ساکھ کو دوبارہ حاصل کرنا چاہتے تھے۔ مسٹر غیاث الدین احمد نے بتایا۔ کہ اس وقت یہ محسوس کیا گیا تھا۔ کہ اگر اس نازک مرحلہ پر سخت اور موثر کارروائی نہ کی گئی۔ تو امن وامان کی صورت حال خراب ہو جائے گی۔ انہوں نے کہا یہی وجہ تھی کہ ڈی۔ آئی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ڈی نے اپنے نوٹ محررہ ۲۰ مئی ۱۹۵۲ء میں احرار کے خلاف بعض تجاویز پیش کی تھیں۔ انہوں نے کہا ختم نبوت ہر مسلمان کے نزدیک بنیادی عقیدہ ہے۔ لیکن احرار اس ایجی ٹیشن کو یہ ظاہر کرنے کے لئے پھیلانا چاہتے تھے۔ کہ یہ ایجی ٹیشن ان کا اپنا پیدا کردہ نہیں ہے۔ بلکہ ہر مسلمان اس کے پیچھے ہے۔ مسٹر غیاث الدین احمد نے مزید کہا۔ بعض لوگ سمجھتے تھے۔ کہ سیاسی اعتبار سے اس بارے میں ان کی اجارہ داری قائم ہے۔ لیکن جب انہوں نے اپنے آپ کو ایک ایسی صورت حال سے دوچار پایا جو ان کی اپنی سیاسی موت پر دلالت کرتی تھی تو انہوں نے اس معاملے کو تمام عوام کے لئے دلچسپی کا موجب بنا دیا۔ گواہ کے بیان کے مطابق ان کا نظریہ یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ اگر یہ مطالبات منظور کر لئے گئے۔ تو وہ اسے اپنی ذاتی فتح کے طور پر پیش کریں گے۔ کیونکہ اس معاملے کو چلانے والے ہی وہ تھے۔ لیکن اگر کوئی نقصان ہوا۔ تو ہر شخص اس کا حصہ دار ہوگا۔

صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے وکیل مسٹر عبدالرحمن خادم کی جرح کا جواب دیتے ہوئے مسٹر غیاث الدین احمد نے تسلیم کیا۔ کہ انگریزی بٹ ڈی۔ ای نمبر ۳۰ وہی خط ہے۔ جو انہوں نے امیر جماعت احمدیہ منٹگمری کو بھیجا تھا س: کیا آپ نے اس خط کے مطابق وفد کو ملاقات کا وقت دینے کے متعلق کمشنر کو ہدایت کی تھی۔ ج: غالباً انہیں

مسٹر فتح محمد عزیز کی جرح کے جواب میں گواہ نے بتایا کہ مجھے معلوم ہوا تھا۔ کہ لاہوری فرقے کے احمدی بھی فسادات کے دوران میں ایجی ٹیشن کرنے والوں کی سرگرمیوں کا نشانہ بنے تھے۔

سوال: کیا یہ حقیقت ہے۔ کہ مجلس عمل نے اپنے اس مطالبے میں کہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ لاہوری جماعت کے احمدیوں کو بھی شامل کیا تھا؟ ج: میں سمجھتا ہوں کہ احمدیوں کے درمیان کوئی امتیاز نہیں کیا گیا تھا۔

### چار تجاویز!

مجلس احرار کے وکیل مسٹر مظہر علی اظہر کی جرح کے جواب میں گواہ نے اعتراف کیا۔ کہ میں نے اپنے تحریری بیان میں کہا ہے۔ کہ ۵۔ اور ۶ مارچ کی درمیانی شب کو میں نے صورت حال پر غور کیا تھا۔ اور چار تجویزیں پیش کی تھیں۔ اور اگر ان پر عمل کیا جاتا تو صورت حال پرسکون ہو جاتی۔ میں نے ان تجویزوں پر چیف سیکرٹری سے بھی گفتگو کی تھی لیکن چیف سیکرٹری نے اس پر کوئی رائے زنی نہیں کی۔

س: کیا میں یہ دریافت کر سکتا ہوں۔ کہ آپ نے کوئی پانچویں تجویز بھی پیش کی تھی؟

ج: جی ہاں۔ میں نے کل کے اخبار میں پڑھا ہے۔ کہ سابق چیف سیکرٹری حافظ عبدالمجید نے میری طرف ایک پانچویں تجویز بھی منسوب کی ہے۔ اور وہ یہ کہ میں نے کہا تھا۔ کہ وزیر خارجہ کو مستعفی ہو جانا چاہیئے ان کا یہ بیان صحیح نہیں ہے۔ دراصل میں نے کہا تھا کہ نوائے وقت جیسے سنجیدہ اخبار نے جو صورت حال کا ہمیشہ ہی معقول زاویہ نگاہ سے جائزہ لیتا رہا ہے نہایت جلی حروف میں چوہدری محمد ظفر اللہ خان کو یہ مشورہ دیا ہے۔ کہ ان کے لئے یہ بہتر ہوگا۔ کہ وہ قوم کو ایک ناخوشگوار تنازعہ سے بچانے کے لئے مستعفی ہو جائیں۔ میں نے اخبار کا متعلقہ تراشہ پیش کر دیا ہے۔ (دی۔ ڈی) انگریزی بٹ E 309)

س: جب بعد میں آپ اپنی تجویزیں وزیر اعلیٰ کے سامنے پیش کر رہے تھے۔ تو چیف سیکرٹری کہاں تھے؟

ج: وہ گورنر کے سیکرٹری کے کمرے کے باہر برآمدے میں تھے۔

س: آپ وزیر اعلیٰ سے جو باتیں کر رہے تھے۔ کیا چیف سیکرٹری انہیں سن سکتے تھے؟

ج: وہ کمرے میں موجود ہی نہیں تھے۔

س: کیا وہ اس دوران میں کسی وقت آئے تھے؟

ج: مجھے نہیں معلوم۔ اس وقت چاروں طرف کچھ ایسی افراتفری کا سا نقشہ تھا۔ کہ اب میرے لئے یہ یاد کرنا کہ چیف سیکرٹری کمرے میں آئے تھے ممکن نہیں ہے۔

س: کیا آپ نے وزیر اعلیٰ کی اپیل کے مسودے کے بارے میں چیف سیکرٹری سے تبادلہ خیالات کیا تھا؟

ج: میں نے چیف سیکرٹری سے اس مسودہ کے بارے میں گفت وشنید نہیں کی جس کو تیار کرنے کا مجھے حکم دیا گیا تھا لیکن میرا خیال ہے۔ کہ اس کا چیف سیکرٹری کو علم ضرور ہوگا جیسے کہ اس وقت ہر ایک کو تھا۔ انہوں نے اسے دیکھا تھا۔ اور اس کا انگریزی ترجمہ بھی دیکھا تھا جسے سابق وزیر اعلیٰ اور سابق گورنر کے حکم کے مطابق شائع ہونے سے قبل پولیس وائرلیس کے ذریعہ اضلاع کو بھیجا جانا تھا۔

س: آپ نے اپنے تحریری بیان میں کہا ہے۔ کہ فوج کے ایک گشتی دستے پر ہجوم نے پتھراؤ کیا تھا فوجی دستے نے گولی چلائی۔ جس کے نتیجے میں ایک شخص زخمی ہو گیا۔ آپ کو یہ اطلاع کس نے دی؟

ج: میں نے یہ بات فوج سے سنی تھی۔ میرا خیال ہے کہ جس افسر نے مجھے یہ اطلاع دی۔ وہ کرنل علیم تھے اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ میں نے اس فوجی افسر کی اطلاع کی بناء پر ہی اس کا ذکر کیا ہے۔ س: کیا یہ امر واقعہ ہے کہ آپ نے کانفرنس میں بیان کیا کہ ۴ مارچ کو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کے قتل کے بعد ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے فوج سے چارج لینے کو کہا تھا؟ ج: میرا خیال ہے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے فوجی حکام سے جو کچھ کہا وہ یہ تھا۔ کہ انہیں زیادہ موثر طریق پر کارروائی کرنی چاہیئے۔

س: کیا آپ کو علم ہے۔ کہ آئی جی پولیس کا مشورہ اس تجویز کے برعکس تھا۔ ج: آئی جی پولیس نے کبھی ایسا مشورہ نہیں دیا۔ جو نظم وضبط بحال رکھنے کے کسی اقدام کے منافی ہو۔

س: کیا مرکزی کابینہ نے ۲۶ فروری کو آپ سے کچھ سوالات کئے تھے؟ ج: جی ہاں مرکزی حکومت یہ جاننا چاہتی تھی کہ ایجی ٹیشن کس حد تک زور پکڑ جائے گی۔ اور صوبائی حکومت صورت حال قابو میں بھی رکھ سکے گی یا نہیں ہم نے اطلاع دی تھی مگر صورت حال تشویشناک ہے۔ لیکن صوبائی حکومت اسے قابو میں رکھ سکے گی

س: کیا مرکزی کابینہ نے آپ سے کوئی اور سوال بھی کیا؟

ج: ہم نے تقریباً بیس منٹ باتیں کیں۔ اور کابینہ کے ارکان نے رضاکاروں کی تعداد اور احرار وغیرہ کے بارے میں تفصیلات دریافت کیں۔

س: کیا مرکزی کابینہ نے آپ سے یہ بھی دریافت کیا کہ آپ نے پنجاب کے اہم لوگوں سے روابط قائم کئے ہیں یا نہیں؟ ج: میرے خیال میں نہیں۔

س: کیا ۱۳ جولائی ۱۹۵۲ء کے بعد آپ نے واقعی ختم نبوت کی تحریک کے لیڈروں سے کوئی روابط قائم کئے؟ ج: میں ہوم سیکرٹری تھا۔ اور میرا اس معاملے سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔

س: کیا جو لوگ روابط قائم کر سکتے تھے انہوں نے آپ کو اطلاع دی تھی۔؟

ج: مجھے ایجی ٹیشن کے رجحان اور متعلقہ امور کے بارے میں سی۔ آئی۔ ڈی سے جسے حکومت کے کان اور آنکھ ہونے کی حیثیت حاصل ہے تازہ ترین معلومات ملتی تھیں

س: کیا آپ نے پالیسی اور افسروں نے ۲۰ جنوری اور ۲۵ فروری ۱۹۵۳ء کے درمیان ایسا اصلاحی مشورہ کیا کہ تحریک کا زور توڑنے کے ذرائع پر غور کیا جائے؟

ج: میں ۱۱ فروری ۱۹۵۳ء سے دو ہفتے کی رخصت پر تھا۔ ۲۰ فروری ۱۹۵۳ء کو آئی جی پولیس نے مجھے سیکرٹریٹ میں بلایا۔ تا کہ مرکزی حکومت کے نام ڈائرکٹ ایکشن کے الٹی میٹم کے سلسلے میں وزیر اعلیٰ سے ملاقات کریں اس سے پہلے بھی آئی جی پولیس جو ڈی آئی جی سی آئی ڈی کا کام بھی کر رہے تھے۔ ہم میں ہر وقت ایک دوسرے سے رابطہ رکھتے تھے۔ اور عملاً ہر روز باہمی بات چیت اور تبادلہ خیالات کے لئے ملا کرتے تھے۔

س: ۱۸ جنوری کو ڈائرکٹ ایکشن کی قرار داد منظور ہونے کے بعد یا ۲۲ جنوری کو الٹی میٹم دیئے جانے کے بعد آپ کو مرکزی حکومت سے کوئی ہدایت موصول ہوئی تھی؟ ج: ان دونوں تاریخوں کے درمیان ہمیں مرکزی حکومت سے کوئی ہدایت موصول نہیں ہوئی۔

اس کے بعد مجلس عمل کے رکن مولانا مرتضیٰ احمد میکش نے ان پر جرح کرتے ہوئے انہیں یہ بتانے کو کہا کہ احرار کے خلاف ڈی۔ آئی۔ جی سی۔ آئی۔ ڈی نے ہوم سیکرٹری اور انسپکٹر جنرل پولیس سے مشورہ کے بعد احرار کے خلاف جو سخت تجاویز مرتب کی تھیں۔ جن کا ذکر ڈی۔ آئی۔ جی سی۔ آئی۔ ڈی کے ۲۰ مئی ۱۹۵۲ء کے نوٹ میں آیا۔ ان کی وجہ کیا تھیں۔

مسٹر غیاث الدین احمد نے کہا۔ کہ صورت حال زیادہ نازک ہوتی چلی جا رہی تھی۔ اور تشدد کے بعض واقعات بھی ہوئے تھے۔ اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں تھی۔ کہ اس تحریک کا آغاز کرنے اور اسے پھیلانے والے احرار تھے۔ وہ اپنے سیاسی احیاء کے لئے عوام کے مذہبی جذبات سے ناجائز فائدہ اٹھا کر انہیں سیاسی جست لگانے کا تختہ بنا رہے تھے۔ یہ محسوس ہوتا تھا کہ اگر اس وقت سخت اور موثر اقدام نہ کیا گیا۔ تو امن وامان کی صورت حال خراب ہو جائے گی یہی وجہ تھی۔ کہ ہم نے یہ تجاویز مرتب کیں۔

س: کیا آپ مارچ۔ اپریل یا مئی ۱۹۵۲ء کے کسی ایسے واقعہ کا تذکرہ کر سکتے ہیں۔ جس کی روشنی میں یہ تجاویز حق بجانب ہو سکتی ہیں؟

ج: میں آپ کو ان تجاویز کا پس منظر بتائے دیتا ہوں۔ احرار نے سرگودھا میں ایک کانفرنس منعقد کی جس میں سخت قابل اعتراض تقریریں کی گئیں۔ جب ان تقریروں پر غور ہو رہا تھا۔ اس وقت انسپکٹر جنرل پولیس نے یہ نوٹ لکھا۔ کہ صورت حال کا تقاضا ہے۔ کہ سی۔ آئی۔ ڈی حکومت کے پاس ایسی سخت تجاویز پیش کرے۔ جس سے امن وقانون اور نظم وضبط کے لئے اس زبردست خطرے سے نپٹا جا سکے۔ اس وقت ڈی آئی جی سی۔ آئی۔ ڈی نے مجھ سے اس مسئلہ پر تبادلہ خیالات کیا۔ اور اس کے بعد انہوں نے آئی جی پولیس سے بھی بات چیت کی۔ اور آخر یہ تجاویز سوچی گئیں۔ ڈی۔ آئی۔ جی سی۔ آئی۔ ڈی نے ۲۰ مئی کے نوٹ میں ان واقعات کی فہرست اور احرار کی سرگرمیوں کا خاکہ پیش کیا ہے

س: کیا ڈی۔ آئی۔ جی سی۔ آئی۔ ڈی نے ۲۰ مئی کے نوٹ میں مارچ اپریل یا مئی کے کسی واقعہ کا حوالہ بھی دیا ہے؟

ج:۔ مارچ ۱۹۵۲ء میں سرگودہا میں پولیس کے حکام کی خلاف ورزی کرنے کیلئے جلوس نکالا گیا تھا جلوس والے ایک نقلی تقریب میں سینہ کوبی کر رہے اور ظفر اللہ ہائے ہائے "چلا رہے تھے۔ اپریل ۱۹۵۲ء میں راولپنڈی کے ایک جلسہ میں احرار نے بڑی اشتعال انگیز تقریریں کی تھیں جن کے دوران میں ایک نوجوان نے کھڑے ہو کر نعرہ لگایا تھا ظفر اللہ مرزائی کو ہٹایا جائے سر ظفر اللہ کو قتل کیا جائے مار دیا جائے۔"

سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے جو اس وقت تقریر کر رہے تھے۔ نوجوان کے نعروں کے بعد حاضرین کو بتایا۔ کہ انہیں جلوس نکالنا چاہیئے۔ اور "ظفری وزارت" کو توڑ دینا چاہیئے۔ اپریل ۱۹۵۲ء کو احرار کارکنوں نے ایک جلوس ترتیب دیا جس میں چوہدری ظفر اللہ خان کے دو نقلی جنازے نکالے گئے۔ اور اس قسم کے بڑے قابل اعتراض نعرے بلند کئے گئے۔ کہ "ظفر اللہ پتر چوہدری نعرہ مارو زور دار"۔ مئی ۱۹۵۲ء میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے لائل پور کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ احمدیوں کے خلاف مظاہرے بہت بڑے پیمانے پر ہوں گے۔ یہ صرف لائل پور تک محدود نہیں رہیں گے۔ بلکہ لاہور اور کراچی میں بھی ہوں گے۔ سائلپور میں ایک جلوس نکالا بھی گیا۔ ان کے یہ الفاظ بعد میں پورے ہو گئے۔ کیونکہ ان کے دعوے کے ہفتہ بھر بعد یعنی ۱۸ مئی کو کراچی میں پر تشدد مظاہرے ہوئے جو بلوے پر منتج ہوئے۔ سائلپور کا یہ واقعہ اور یہ دھمکی جو وہاں دی گئی۔ انسپکٹر جنرل پولیس اور میرے ساتھ ڈی۔ آئی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ڈی کی بحث و تمحیص کا اصل سبب تھی اس کے علاوہ احرار نے مختلف مواقع پر جو تقریریں کیں ان کا ریکارڈ بھی بہت بڑا ہے یقیناً ایک ایسا واقعہ بھی ہوا ہے۔ جس میں کہا گیا تھا کہ جو کوئی وزیر خارجہ کو قتل کریگا جنت میں جائیگا

س:۔ کیا چوہدری ظفر اللہ خان نے مئی میں کراچی میں جو تقریر کی اس سے صورت حال نے نازک رنگ میں موڑ دی؟ ج:۔ اس تقریر کے خلاف نفرت تو ضرور تھی۔ س:۔ کیا احرار نے چوہدری محمد ظفر اللہ خان کی اس تقریر کے خلاف یوم احتجاج بھی منایا تھا؟ ج:۔ سی۔ آئی۔ ڈی کی متعلقہ مسل میں "یوم احتجاج" یا کسی دوسرے "یوم" کا ذکر میں نے نہیں دیکھا لیکن یہ امر واضح طور پر مرقوم ہے کہ حکومت کو اس کی اطلاع تھی۔ کہ احرار جمعۃ الوداع کی نماز سے پہلے یا بعد میں مساجد میں احمدیوں کے خلاف جلسے کرنا چاہتے تھے کیونکہ ان کا خیال تھا۔ کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ایسے جلسوں پر پابندی عاید نہیں کریں گے مجھے یاد پڑتا ہے۔ کہ احرار نے اس دن کو یوم "احتجاج" یا کسی دوسرے "یوم" کے نام سے موسوم کیا تھا

س:۔ حکومت نے جلسوں کے انعقاد پر جو پابندی لگائی۔ کیا وہ لوگوں کی آزادی کے منافی نہیں تھی؟

ج:۔ نہیں یہ پابندی واضح طور پر صرف انہی جلسوں پر عائد ہوتی تھی۔ جو مجلس احرار یا جماعت احمدیہ کی طرف سے اور انہی کے زیر اہتمام منعقد ہوں۔ دوسری سیاسی یا مذہبی تنظیمیں جہاں بھی جلسہ کرنا چاہیں کر سکتی تھیں۔

س:۔ اضلاعی حکام کو جو ہدایات دی گئیں۔ کیا ان میں آئمہ مساجد کو یہ دھمکی شامل نہ تھی۔ کہ انہوں نے مسجدوں میں کوئی جلسے ہونے دیئے۔ تو ان پر اعانت جرم میں مقدمہ چل سکے گا؟ ج:۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کو یہ ہدایات دی گئی تھیں۔ کہ احرار مساجد میں جلسے کرنے کے متعلق سوچ رہے ہوں۔ تو جگہ کا ذکر کئے بغیر دفعہ ۱۴۴ کے تحت امتناعی احکام جاری کر دیئے جائیں اس لئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسجدوں کے متولیوں اور پیش اماموں کو بلا کر ان کے ذہن نشین کریں۔ کہ وہ ایک سیاسی جماعت کی سرگرمیوں کی پیش برد کے لئے عبادتگاہوں کے استعمال کرنے سے بے حرمتی نہ ہونے دیں۔ مسٹر غیاث الدین نے کہا۔ کہ ان ہدایات میں یہ بھی کہا گیا تھا۔ کہ مسجد کے متولیوں اور پیش اماموں پر قانونی پوزیشن واضح کر دی جائے۔ اس ہر کا حقیقی انتظام کرنے کے لئے کہ مساجد کی تقدیس و تحریم میں کسی قسم کی دخل اندازی نہ کی جائے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کی رہنمائی کے لئے یہ بات واضح کر دی گئی تھی۔ کہ اگر ان کے احکام کی خلاف ورزی میں کسی مسجد میں کوئی جلسہ ہو جائے تو وہ اس میں مداخلت نہ کریں۔ ہاں جلسہ کے اختتام کے کافی دیر بعد ان لوگوں کے خلاف عدالتی چارہ جوئی کریں۔ جو اس کے ذمہ دار تھے۔

س:۔ کیا مولانا محمد علی جالندہری اور دوسرے علماء نے آپ سے دریافت کیا تھا۔ کہ آیا یہ پابندی مساجد میں تردید احمدیت اور تشریح عقیدہ ختم نبوت پر بھی لاگو ہوتی ہے؟ ج:۔ جی ہاں۔ مولانا محمد علی نے مجھے ایک مراسلہ لکھا تھا۔ مزید برآں مولانا داؤد غزنوی اور دو اور علماء وفد کی صورت میں ۱۰ جولائی کو میرے پاس آئے۔ میں نے ان سے کہا۔ دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کے تحت جو احکام صادر ہوئے ہیں۔ وہ صرف ایسے جلسوں پر لاگو ہوتے ہیں۔ جو مجلس احرار یا جماعت احمدیہ کے ارکان کے زیر اہتمام ہوں۔ اس کے سوا حکومت نے کسی سیاسی یا مذہبی تنظیم یا عبادتگاہوں یا مذہبی رسوم یا عبادت پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔

س:۔ آپ نے کہا ہے۔ کہ احرار نے عقیدہ ختم نبوت کو ملت المسلمین کے لئے ایک مسئلہ بنا دیا ہے۔ کیا ختم نبوت کا عقیدہ ایسا نہیں۔ جس سے مسلمانوں کو دلچسپی ہو؟

ج:۔ ختم رسالت ہر مسلمان کا بنیادی عقیدہ ہے لیکن احرار اس ایجی ٹیشن پھیلانا چاہتے تھے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی مشہور کرنا چاہتے تھے۔ کہ یہ تحریک صرف ان کی تخلیق نہیں۔ بلکہ ہر مسلمان اس کی پشت پر ہے ماضی میں وہ اس معاملے کو صرف اپنی سیاسی اجارہ داری تصور کرتے تھے۔ لیکن جب انہوں نے اپنے آپ کو سیاسی موت کی سی صورت حال سے دوچار پایا۔ تو انہوں نے اس مسئلہ کو عوام الناس کی دلچسپی کی چیز بنا دیا۔ ان کا عندیہ یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ مطالبات

# چوہدری محمد ظفر اللہ خان کا بیان :۔ بقیہ صفحہ (۸)

بقیہ صفحہ (۸)

## جھمپیر میں چھ گھنٹے قیام

ہمیں کراچی پہنچنے میں چار گھنٹے لگے۔ سٹاف رپورٹر کے بیان کے تسلسل میں "امروز" نے اسی پرچہ کے صفحہ ۱ کالم پانچ میں حسب ذیل اطلاع شائع کی ہے:۔

"وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ جو بالکل صحیح سلامت تھے۔ ریل کے چند غیر ملکی انگریز اور امریکن مسافروں سے بات چیت میں مشغول رہے۔ انہیں تقریباً دو ہی گھنٹے تک حادثہ کے مقام پر انتظار رہا۔ ٹائپڑ امسافروں کو توقع تھی۔ کہ وزیر خارجہ اس وقت تک نہیں جائیں گے۔ جب تک دیگر مسافروں کو کراچی پہنچانے کے انتظامات مکمل نہ ہو جائیں ..........

............

......... لیکن انہیں بڑی ناامیدی ہوئی۔ جبکہ انہوں نے دیکھا۔ کہ چوہدری صاحب حادثہ سے متاثر ہونے والوں سے ہمدردی کئے بغیر ہی وہاں سے موٹر میں بیٹھ کر کراچی چلے آئے۔"

آگے چل کر اس خبر میں ریلوے ملازمین اور پولیس، حکومت پاکستان پر الزام لگایا گیا ہے کہ ان کو صرف میری سلامتی کی فکر تھی۔ اس کا چونکہ مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے میں اس بارہ میں کچھ نہیں کہوں گا۔

مندرجہ بالا خبر میں کہا گیا ہے۔ کہ میں دس گھنٹہ تک جائے حادثہ پر رہا۔ مگر یہ اطلاع پورے طور پر درست نہیں ہے۔ اور بعد میں اس سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں۔ میں نے جائے حادثہ اور جھمپیر اسٹیشن پر کل ساڑھے چھ گھنٹے گزارے۔ لیکن میں اس وقت تک روانہ نہیں ہوا۔ جب تک زخمیوں اور باقی ماندہ مسافروں کو منتقل کرنے کے انتظامات مکمل نہیں ہو گئے۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ بہت سے زخمی اور دوسرے مسافر میرے کراچی پہنچنے سے کافی قبل کوٹری حیدر آباد اور کراچی پہنچ چکے تھے۔ جھمپیر سٹیشن سے تمام مسافروں کو جائے وقوع پر لانے اور ان کو دوسری طرف پاکستان ایکسپریس میں بٹھانے میں لازماً زیادہ وقت لگا۔ لیکن یہ تمام نقل و حرکت اور انہیں کراچی واپس لانے کا کام پونے چھ بجے ختم ہو گیا۔ جہاں تک مسافروں کو بسہولت منتقل کرنے اور پھر انہیں بعجلت کراچی پہنچانے کا تعلق تھا۔ اس کے ضمن میں اب مزید کچھ باقی نہیں رہ گیا تھا۔ کہ جو میں سرانجام دے سکتا۔

### ہیبت ناک حادثہ

مجھے افسوس ہے کہ مجھے اس قدر طویل بیان دینے کی ضرورت پیش آئی۔ مجھے یقین ہے۔ کہ "امروز" کے اسٹاف رپورٹر کے بیان سے جو غلط فہمی پیدا ہونے کا احتمال ہے وہ اس بیان سے دور ہو جائے گی۔ مجھے خدمت کی جو کچھ بھی توفیق ملی میں اس پر ستائش کا طالب نہیں ہوں ہم سب ایک ہیبت ناک حادثہ سے دوچار تھے اور رنج و غم کی تصویر بنے ہوئے تھے۔ ہمارے چہرے اور ہماری آنکھیں ہمارے احساسات کا اظہار کر رہے تھے۔ جیسا کہ میں نے پہلے ہی کہا ہے ایک ہولناک تباہی اور رنج و اندوہ کا سامنا تھا اور ہم میں سے بہت سوں پر تو جو اس سے براہ راست متاثر ہوئے تھے۔ مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔ اگرچہ ہر شخص کا دل اس دلدوز سانحہ پر خون کے آنسو رو رہا تھا اور مسافروں کے ساتھ ان کی دلی ہمدردیاں ظاہر ہو رہی تھیں مگر اس کے ساتھ یہ امر بھی بہت قابل تعریف ہے کہ مسافروں میں کوئی خوف و ہراس یا نامناسب جذباتیت کے آثار نہیں پائے جاتے تھے۔ ہر فرد نے بڑی جرأت۔ ضبط و تحمل اور وقار کا ثبوت دیا۔

اس المناک حادثہ سے بہت سے سبق سیکھے جا سکتے ہیں۔ آیئے ہم دعا کریں اور امید رکھیں کہ ہم انکو ضائع ہونے نہ دیں گے۔

---

### ارشاد حضرت مصلح موعود

اس وقت تلوار کے جہاد کی بجائے تبلیغ اسلام کا جہاد ہر مومن پر فرض ہے اس لئے آپ اپنے علاقہ کے جن مسلم اور غیر مسلموں کو تبلیغ کرنا چاہتے ہیں ان کے پتے روانہ فرمایئے۔ پتے خوشخط ہوں۔ ہم ان کو مناسب لٹریچر روانہ کریں گے

عبد اللہ الہ دین سکندر آباد دکن

# میں اُسوقت تک روانہ نہیں ہوا جبتک زخمیوں اور مسافروں کو منتقل کرنیکے انتظامات مکمل نہ ہو گئے

## بہت سے زخمی اور دوسرے مسافر ہمارے کراچی پہنچنے سے کافی قبل کوٹری حیدرآباد اور کراچی پہنچ چکے تھے

## پاکستان میل کے حادثہ کے متعلق وزیر خارجہ آنریبل چوہدری محمد ظفراللہ خاں کا تصریحی بیان

کراچی ۲۲ جنوری پاکستان کے وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفراللہ خاں نے آج سانحہ جھمپیر کی بابت ایک تصریحی بیان دیا ہے۔ جس میں امروز میں شائع شدہ بعض تفصیلات کی صحت کی گئی ہے۔ وزیر خارجہ نے انکشاف کیا ہے کہ زخمیوں اور مسافروں کو کراچی منتقل کرنے اور نقصان سے محفوظ رکھنے کے لئے انہوں نے ریلوے حکام کو ہدایات دیں اور اپنی نگرانی میں تمام انتظامات مکمل کرائے ——— وزیر خارجہ نے یہ بھی کہا کہ وہ جائے وقوعہ اور جھمپیر سٹیشن پر ساڑھے چھ گھنٹے رہے۔ اور ان کے سیلون میں جتنے مسافر بھی آ سکتے تھے ان کو لے کر وہ جھمپیر سٹیشن پہنچے۔ اور ان میں کوئی امتیاز نہیں برتا گیا۔ آپ کے بیان کے مکمل متن کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے :-

۱۷ جنوری کے ریلوے کے دلدوز حادثہ کے بارہ میں "امروز" کے ۲۰ جنوری کے شمارہ میں جو بعض بیانات شائع ہوئے ہیں ان سے مجھے شدید صدمہ پہنچا ہے ایک کثیرالاشاعت پاکستانی روزنامہ میں ان بیانات کے شائع ہونے سے چونکہ غلط فہمی پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ اس لئے یہ بیان ایک ایسے وقت میں دینے پر خود کو مجبور پاتا ہوں۔ جب کہ ذہن اور عمل کی تمام قوتوں کو ان مصائب اور پریشانیوں کو دور کرنے میں صرف ہونا چاہیئے تھا جو اس حادثہ کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔

امروز کے اس شمارہ کے صفحہ اول پر دوسرے پیراگراف میں اسٹاف رپورٹر "امروز" نے حادثہ کا حال لکھتے ہوئے یہ بیان دیا ہے :-

"پاکستان کے وزیر خارجہ چوہدری ظفراللہ بھی اس گاڑی میں لاہور سے کراچی آ رہے تھے۔ لیکن وہ بچ گئے۔ اور مال گاڑی کا انجن جو خاص طور پر روانہ کیا گیا تھا۔ ان کے سیلون کو بدقسمت میل کے باقی ماندہ ڈبوں سے الگ کر کے جھمپیر لے آیا۔ اس سیلون میں چوہدری ظفراللہ خاں چھ امریکنوں کو جو حادثہ کا شکار ہونے سے بچ گئے تھے اپنے ساتھ بٹھا کر لے آئے۔ لیکن زندہ و سلامت رہ جانیوالے باقی ماندہ مسافر حسب دستور امداد کے انتظار میں کھڑے رہے"

حقیقت میں جو کچھ ہوا وہ یہ ہے کہ جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ آگ تیزی سے پچھلے ڈبوں کی طرف بڑھ رہی ہے تو میں نے ریلوے کے عملہ کو مشورہ دیا کہ ان ڈبوں کو بقیہ گاڑی سے ایک ایک کر کے الگ کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور انہیں خطرے کی حدود سے نکال دیا جائے۔ انہوں نے کہا وہ ایسا کرنے کی کوشش کریں گے۔ ایک ڈبہ کو جس میں میں سفر نہیں کر رہا تھا۔ گاڑی سے علیحدہ کیا گیا اور اس سے قبل کہ اس ڈبہ کو آگے بڑھایا جاتا جھمپیر کے اسٹیشن کی طرف سے ایک انجن آ گیا اور اس ڈبہ کو دوبارہ گاڑی میں جوڑ دیا گیا۔ اور پانچ دیگر ڈبوں کو جن میں میرا ڈبہ بھی شامل تھا جو ابھی تک آگ کی لپیٹ میں نہیں آیا تھا۔ گاڑی سے علیحدہ کر کے انجن کے ذریعہ جلتی ہوئی ٹرین سے کچھ فاصلہ پر پہنچا دیا گیا۔ لیکن جب یہ انجن رکا تو میں نے کہا کہ ان ڈبوں کو جلتی ہوئی ٹرین سے اور زیادہ فاصلہ پر کھڑا کیا جائے۔ کیونکہ اسی سمت میں ہوا بڑی تیزی سے چل رہی تھی اور امکان تھا کہ جتنے عرصہ میں ان ڈبوں میں مسافروں کو بٹھایا جائے گا۔ اس اثنا میں آگ کے شعلے اور بہتا ہوا پٹرول ان ڈبوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔ چنانچہ جب ان ڈبوں کو جلتی ہوئی ٹرین سے اور زیادہ فاصلہ پر کھڑا کر دیا گیا۔ تو پھر تمام مسافروں کو ان میں بیٹھنے کی دعوت دی گئی۔ اور اس کے بعد میں بھی سوار ہو گیا۔

یہ ڈبے بہت جلد ہی مسافروں سے بھر گئے لیکن اس سے قبل کہ یہ گاڑی جھمپیر اسٹیشن روانہ ہو۔ بعض زخمیوں کو بھی اس میں سوار کیا گیا جب گاڑی واپسی شروع ہوئی تو میں نے دیکھا کہ ایک یورپین صاحب اور ایک یورپین خاتون اپنا سامان لئے اس امید میں ادھر ادھر پھر رہے ہیں کہ شاید انہیں بھی گاڑی میں جگہ مل جائے یہ دیکھ کر میں نے اپنے ڈبہ کا دروازہ کھول دیا۔ اور وہ چلتی ہوئی گاڑی میں ہی میرے ڈبہ میں سوار ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد ہی گاڑی پھر رک گئی۔ اور اس عرصہ میں ہم نے مزید مسافروں کو گاڑی میں بٹھا لیا۔ گاڑی جب جھمپیر سٹیشن پر پہنچی تو میں اپنے ڈبہ سے اتر کر بعض ان مسافروں سے ملا جو اس گاڑی سے اترے تھے ہم سب لوگ اس حادثہ کی تباہ کاریوں سے بہت متاثر تھے۔ اور ہر شخص پر اس اندوہناک واقعہ کا اتنا اثر تھا کہ کوئی بھی اس قابل نہیں تھا کہ اس بارہ میں کوئی لفظ اپنی زبان سے نکال سکے ہم نے نہایت خاموشی سے ایک دوسرے سے مصافحہ کیا اور پھر میں اسٹیشن ماسٹر کے دفتر کی طرف چل دیا۔ اسٹیشن ماسٹر سے مجھے معلوم ہوا کہ کوٹری سے ایک امدادی گاڑی روانہ ہو گئی ہے اور عنقریب یہاں پہنچنے والی ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ جھمپیر کا اسٹیشن پکی سڑک سے دس یا گیارہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور یہاں ایسی کوئی سڑک یا راستہ نہیں ہے جس کے ذریعہ کار وغیرہ یہاں پہنچ سکے۔ البتہ اس راستے کو ٹرک یا جیپ کے ذریعہ ضرور طے کیا جا سکتا ہے۔

### کوئی ذاتی پیغام نہیں بھیجا

میں نے دریافت کیا کہ کیا جھمپیر اسٹیشن اور کراچی کنٹرول کے درمیان ٹیلیفون کا سلسلہ قائم ہے مجھے بتایا گیا کہ براہ راست سلسلہ میں تو خلل واقع ہو گیا ہے لیکن حیدرآباد یا کوٹری کے ذریعہ کراچی پیغام بھیجا جا سکتا ہے۔ ریلوے افسر نے جس سے میں گفتگو کر رہا تھا دریافت کیا کہ کیا آپکو کوئی پیغام بھیجنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں کوئی ذاتی پیغام بھیجنا نہیں چاہتا۔ البتہ یہ ضرور چاہتا ہوں کہ اگر کراچی سے فون وغیرہ آئے تو حادثہ کی صحیح جگہ اور جھمپیر سٹیشن کی پوری کیفیت سے آگاہ کر دیا جائے اور کہدیا جائے کہ جو افراد یا انجمنیں زخمیوں کی امداد کو آنا چاہتی ہیں وہ کاروں میں نہ آئیں بلکہ جیپ یا ٹرک میں سفر کریں۔ میں نے اس افسر سے یہ بھی کہا کہ کراچی سے امدادی گاڑی منگائی جائے۔ کیونکہ کراچی سے آنے والی گاڑی موقعہ واردات کے اس سرے کے قریب پہنچ سکتی ہے۔ غالباً اس کا پہلے ہی انتظام کیا جا چکا تھا۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ بہت سے لوگ ریلوے افسروں سے حادثہ کے متعلق معلومات حاصل کرنا اور ٹیلیگرام وغیرہ بھیجنا چاہتے ہیں۔ میں نے محسوس کیا کہ اگر میں نے اس افسر کو سوالات کرنے اور مشورے وغیرہ دینے میں اپنے ساتھ گفتگو میں مزید مصروف رکھا تو کہیں دوسرے مسافر اپنے دوستوں اور رشتہ داروں تک فوراً اطلاع پہنچانے کی سہولت سے محروم نہ ہو جائیں۔ تب میں وہاں سے ہٹ گیا۔

### امتیازی سلوک کا موقع نہ تھا

ایک گاڑی پھر جائے حادثہ پر لائی گئی۔ اور اس میں ایک بار پھر بقیہ مسافروں اور مزید مجروحین کو سوار کیا گیا۔ اسے پھر جھمپیر واپس لے جایا گیا یہی کوٹری کی امدادی ٹرین کے ساتھ کیا گیا۔ اس دوران میں اس یورپین خاتون نے جو اپنی کہنیوں اور گھٹنوں کے بل چڑھ کر میرے ڈبے میں آ گئی تھی کہا کہ پلیٹ فارم پر دو خواتین بچوں کے ساتھ اور بھی ہیں۔ اگر انہیں اس ڈبے میں آنے کی اجازت دے دی جائے تو انکی پریشانی ختم ہو جائے گی۔ میں نے اس سے کہا کہ ہر ایک کو آنے کی اجازت ہے امتیازی سلوک کا کوئی موقعہ نہیں جس کو ضرورت ہو وہ اس آسائش یا گنجائش کا حقدار ہے۔ جو ڈبہ فراہم کر سکتا ہے یہ سنکر وہ گئی اور ان خواتین میں سے ایک کو بچے کے ہمراہ ڈبہ میں لے آئی۔ جو لوگ کراچی کی امدادی ٹرین سے آئے تھے ۹:۰۵ بجے دن کے قریب جھمپیر اسٹیشن پر پہنچے اس ٹرین کے ساتھ جو دو ایک افسر آئے تھے وہ مجھ سے ملے اور انہوں نے پوچھا کہ کیا مجھے کسی چیز کی ضرورت ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچی ہے اور میں بجز اس کے کچھ نہیں چاہتا کہ ان کی تمام توجہ مجروحین اور پسماندگان پر صرف ہو تاکہ ان کی خاطر جمعی اور تالیف قلب ہو سکے۔ تقریباً گیارہ بجے دن کو یا اس کے کچھ دیر بعد تک تمام مجروحین کی مرہم پٹی ہو چکی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ اسکے بعد جلد ہی امدادی گاڑیاں اپنی اپنی منزل مقصود کی طرف روانہ ہونیکے لئے تیار ہو گئیں ایک ریلوے افسر نے جو کراچی سے آیا تھا۔ مجھے بتایا کہ پاکستان ایکسپریس جو کراچی سے صبح روانہ ہوئی تھی جنگ شاہی پہنچ چکی ہے اور انتظام کیا جا رہا ہے کہ اس ٹرین کے خالی ڈبوں کو جائے حادثہ کے جتنا قریب ممکن ہو لایا جاتے اور مسافروں اور انکے سامان کو ان ڈبوں میں منتقل کر کے اسے واپس کراچی بھیجا جائے کراچی کی امدادی گاڑی میں جتنے مسافروں کی گنجائش تھی ان کو اس میں بٹھا کر کراچی لایا گیا۔ بعد ازاں پاکستان ایکسپریس کے خالی ڈبوں میں بھی باقیماندہ مسافر کراچی لائے گئے۔ میرا ارادہ اسی گاڑی سے کراچی واپس آنے کا تھا میں نے اپنے واسطے کوئی خاص انتظام کرنے کیلئے کراچی کوئی پیغام نہیں بھیجا اور نہ ہی میں نے جھمپیر ریلوے سٹاف سے خواہ وہ مقامی عملہ تھا یا کراچی سے آئے ہوئے افسران یہ کہا کہ وہ میرے لئے کوئی خاص انتظامات عمل میں لائیں

### ڈبہ سب کیلئے کھلا تھا

جب دونوں امدادی گاڑیاں آ چکیں اور تمام زخمیوں کی دیکھ بھال کر لی گئی یا کی جا رہی تھی تو دو مصری خاتون جنکے ساتھ بچہ بھی تھا (یہ امریکن خاتون تھیں) میرے ڈبہ میں جو اسوقت جھمپیر سٹیشن پر کھڑا تھا آ گئیں یہ مال گاڑیوں اور میل کے باقیماندہ حصہ کی آمد و رفت کا سلسلہ اسوقت تک ختم ہو چکا تھا اسکے بعد جسکا جی چاہا میرے ڈبے میں آیا اور جسکا جی چاہا اپنی مرضی سے چلا گیا میں نے ایک پاکستانی کو پلیٹ فارم پر کھڑے دیکھا تو ان سے پوچھا کہ کیا آپ جگہ کی تلاش میں ہیں جب انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو میں نے ان سے کہا کہ جب تک یہ جگہ تھی تو آپکو اندر آ جانا چاہیئے تھا۔ یہاں جو کچھ ہے وہ آپکے لئے بسر و چشم حاضر ہے اسپر وہ صاحب ڈبہ میں آ گئے تقریباً سوا بارہ بجے کچھ کاریں کراچی سے پہنچ گئیں۔ انمیں سے ایک کار میں میرے کچھ دوست تھے انہوں نے مجھ سے اپنے ساتھ چلنے کی درخواست کی میں اسوقت تک یہ فیصلہ نہیں کر سکا تھا کہ آیا ٹرین سے کراچی زیادہ جلد اور زیادہ آرام سے پہنچ سکتے ہیں یا سڑک سے۔ اسوقت تک ہم سب خاصے مضمحل ہو چکے تھے اور ذہنی اعتبار سے بڑی پریشانیوں میں سے گذر چکے تھے عام حالات میں ریل سفر کا زیادہ آرام دہ ذریعہ ہوتی۔ پھر مجھے یہ بھی بتایا گیا کہ پکی سڑک سے جھمپیر اسٹیشن تک پہنچنے میں کاروں کو گھنٹہ بھر سے زیادہ ہی لگا ہے درمیان میں کسی قسم کی کوئی سڑک نہیں ہے اور کم از کم جھمپیر سے پکی سڑک تک کا ایک چوتھائی راستہ پیدل ہی طے کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ کاریں یہ دشوار گذار راستہ طے نہیں کر سکتیں میں نے کار ہی سے جانیکا فیصلہ کیا اسوقت تک چونکہ لوگوں کی جو دیکھ بھال کی جا سکتی تھی وہ کی جا چکی تھی اسلئے یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ میں کسی طرح بھی حادثہ سے متاثر کسی شخص کیلئے موثر طور پر مزید کام آ سکتا ہوں۔ اب صرف اتنا کام باقی رہ گیا تھا کہ میل کے باقیماندہ حصوں کو دوبارہ حادثہ کی جگہ پر لے جایا جائے اور مسافروں کو درمیانی راستہ پار کرا کے پاکستان ایکسپریس تک جو تباہ حال تباہ شدہ گاڑی کے دوسری طرف کھڑی تھی پہنچا دیا جائے اسوقت یہ بات میرے ذہن میں نہیں تھی لیکن "امروز" کے سٹاف رپورٹر نے جو بیان کی ہے اور جو نیچے نقل کیجا رہی ہے اسے دیکھ کر اب مجھے